© rasailojaraid.com

اسلامی تصوف کا ارتقاء

ایک تحلیلی مطالعہ

عبدالمبین، ۵۹ غفار منزل، جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

چھٹی صدی عیسوی کے اواخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیائے عرب کے سب سے پاکیزہ مقام، شہر مکہ اور عرب قوم کے سب سے معزز قبیلے، قبیلہ قریش میں پیدا ہوئے۔

سرزمین عرب۔ دنیا کا ایک ایسا خطہ ہے جہاں ندیاں نہیں ہیں، بلکہ بے ترتیب کوہستانی سلسلوں اور بڑے بڑے صحراؤں کی وجہ سے یہاں کی بیشتر زمینیں ناقابل کاشت ہیں علیٰ یہی وجہ ہے کہ ابتداء ہی سے عربوں کا اصل ذریعہ معاش تجارت اور گلہ بانی رہا ہے۔

علاقہائے عرب کی اسی قدرتی شناخت اور اس کے نتیجے میں عربوں کے تشکیل کردہ سیاسی، سماجی اور معاشی ڈھانچے کا اثر تھا، کہ عربوں پر اگر ایک طرف بدویت، جہالت، دہقانیت اور وحشت و بربریت جیسے ناپسندیدہ عناصر کا غلبہ تھا۔ تو دوسری جانب سادہ لوحی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سادگی، بہادری، حق گوئی، جفاکشی اور ایمانداری جیسے عمدہ صفات ان کا مزاج بن چکے تھے۔

ان مذکورہ بالا صفات کا فطری ولازمی اثر یہ تھا کہ عربوں میں ملک گیری وجہانبانی کے جذبات سرد پڑ گئے تھے، ان میں علمی وفنانوتی موشگافیوں کا شعور ہی نہیں پیدا ہوا تھا۔ منافقت، عیاشی اور سہل انگاری جیسی بُری عادتیں ان میں بہت کم تھیں۔

عربوں کے یہی وہ حالات تھے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عظیم ترین اصلاحی وانقلابی کام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم کارنامے کی تفصیلات جاننے کے لئے جب تاریخ کی مدد لی جاتی ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ تینتیس سال تک عربوں کے سیاسی، سماجی معاشی اور مذہبی اداروں کا فکری وعملی مطالعہ کرتے رہے اور ان میں سرایت کیے ہوئے برائیوں کے ضرر رساں پہلوؤں کا احساس کرکے صرف کڑھتے اور تڑپتے ہی نہیں رہے بلکہ ان کو ختم کرنے کا آپ نے عزم مصمم کیا۔ لیکن آپ کو ایسے اساتذہ اور ایسی کتابیں نہیں ملیں، جن کی مدد سے آپ اصلاح معاشرہ کے اصول وضع کرتے، اس لئے آپ کھانے پینے کا کچھ سامان لے کر مکہ سے تھوڑی دور واقع "حرا" نام کی ایک پہاڑی کی قدرتی تنہائیوں میں جاکر یاد الٰہی میں مصروف ہوجاتے اور توشہ ختم ہونے پر گھر واپس آتے، یہ سلسلہ کئی سالوں تک جاری رہا، یہاں تک کہ جب آپ کی عمر چالیس سال ہوگئی تو آپ کو عہدۂ نبوت سے سرفراز کیا گیا، اور حضرت جبرئیلؑ نام کے ایک فرشتے کے ذریعے وحی کا نزول شروع ہوا، جو تیئیس ۲۳ سال تک جاری رہا۔ اس دوران بذریعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جبرئیل جو باتیں آپؐ کو بتائی گئیں، ان کو اکٹھا کر دیا گیا، جسے دنیا قرآن مجید کے نام سے جانتی ہے۔ اور جو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خود بتائیں۔ چاہے وہ اللہ کی طرف سے الہام کی گئی ہوں یا آپؐ کے ذاتی تجربات و مشاہدات کا نتیجہ ہوں، ان کو حدیث کے نام سے جانا جاتا ہے۔

قرآن و حدیث کے اس مجموعے میں ایسے سیاسی، سماجی، معاشی اور مذہبی اصول و قوانین پیش کیے گئے ہیں جن میں انسانی سماج کے فلاح و بہبود کی ہمیشہ ہمیش کے لیے ضمانت ہے۔ چاہے وہ سماج دیہی ہو جہاں نظریے کے برخلاف عمل پر زور دہوتا ہے۔ جیسا کہ عربوں کا سماج تھا۔ یا وہ سماج شہری ہو، جہاں عمل کے برعکس نظریے اور فکر پر زور دیا جاتا ہے، جس کے مظہر روم و ایران تھے۔ لیکن اسلامی قوانین کی روح یہ تھی اور ہے کہ وہ بہرصورت افراط و تفریط سے پاک ہے اور دین و دنیا کا بے مثال توازن ہی اس کی اعلیٰ تحریر، صفت ہے[۱] اور ان قوانین کا مرکزی نکتہ یہ تھا اور ہے کہ ہر کام خدا کی خوشنودی کے لیے کرنا چاہیے، ان میں انسانی مفاد و ذاتی اغراض کا شائبہ نہیں ہونا چاہیے[۲] چنانچہ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی تیئیس سالہ محنت شاقہ کے بعد سرزمین عرب میں ایک ایسا معاشرہ بنایا، جس میں اکثریت وہی کام کرتی تھی جس میں ذاتی اغراض کی جگہ، خدا کی رضا و خوشنودی مقدم ہو، ساتھ ہی دین و دنیا کا بہترین تال میل ہو۔

اسلامی معاشرے کی یہ خصوصیت حضرت عمرؓ (وفات ۲۳ھ/۶۴۴ء) کے دور تک نہایت آب و تاب کے ساتھ باقی رہی اور اس کے تمام ادوار میں توازن فکر و عمل اور خدا کی رضا جوئی کو ترجیح حاصل رہی۔ اسی زمانے میں ایران، عراق، شام، فلسطین اور مصر کے علاقے فتح کر لیے گئے، جہاں کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

...ادی، مسلمانوں کے رائج کردہ اداروں کے اثر سے اسلام قبول کرنے لگی۔
...ن کاغذ کی کمی اور ذرائع ابلاغ عامہ کی قلت کے سبب باوجود بھرپور
...شش کے علوم اسلامیہ کی عام اشاعت ان میں ابھی نہ ہو سکی تھی،
حضرت عمرؓ کا انتقال ہو گیا۔

اسی دور میں سلطنت اسلامیہ کے پارساترین اور سب سے زیادہ
...لیم یافتہ لوگ حکومت کے خدوخال سنوارنے میں مصروف رہے، جنہیں
...حاب رسولؐ کہا جاتا ہے، اسلئے کہ ان کی تربیت آپؐ کے زیر سایہ ہوئی تھی۔

ساتویں صدی کے پانچویں دہے میں، جبکہ اسلامی سلطنت کی حدیں
...بت وسیع ہو گئی تھیں متوازن فکر رکھنے والے اور ذاتی اغراض سے
...بے نیاز ہو کر، خدا کے لیے کام کرنے والوں کی تعداد غیر تربیت یافتہ مسلمانوں
...مقابلے میں گھٹ گئی تھی۔ ایسی نازک صورت حال میں حضرت عثمانؓ
...ہید بنائے گئے۔ جن کی نرم مزاجی سے فائدہ اٹھا کر سلطنت کے کچھ
...رنروں نے کھلے عام اسلامی مزاج کے خلاف کام کرنا شروع کیا اور
...کو غیر تربیت یافتہ آبادی کی حمایت بھی حاصل رہی۔ جس پر حضرت
...ان باوجود کوشش کے قابو نہ پا سکے۔ اور اس قسم کے عناصر کی تعداد
...ن بڑھتی رہی، جس کے نتیجے میں حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا،
...ں سے مسلم معاشرے کے اتحادی قوتوں کے بکھرنے کے بہت سے
...ب ... وجود پیدا ہو گئے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں حضرت علیؓ
...یا ... دیندار آدمی خلیفہ بنائے گئے۔ لیکن مسلمانوں کی کثرت
...حالات نے جو غیر تربیت یافتہ اور مختلف مکاتب فکر رکھنے والے مسلمانو
...ہجوم کھڑا کر دیا تھا۔ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا، اسی سبب سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دُنیا داروں کی ریشہ دوانیاں تیز تر ہوتی گئیں۔ جس کی شکایت حضرت علیؓ نے اس نوقت کی تھی، جب ان سے ایک آدمی نے سوال کیا تھا یہ کیا بات ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت پر مسلمانوں میں اختلاف نہیں ہوا۔ لیکن آپ کی خلافت پر وہ متفق نہیں ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے جواب دیا، "کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ مجھ جیسے مسلمانوں پر والی تھے اور میں تم جیسے مسلمانوں کا والی ہوں۔"

حضرت علیؓ کے انتقال کے بعد اسلام کے سیاسی اداروں پر جب دین داروں کا عمل دخل کم ہو گیا، تو رفتہ رفتہ یہ ادارہ سیاسی جوڑ توڑ اور بھیانک سازشوں کی آماجگاہ بن گیا۔ اور اس کے مہیب نتائج کبھی مکہ و مدینہ کی حرمت کو پامال کرکے وہاں زبردست خونریزی کی شکل میں، کبھی حضرت حسینؓ کی سفاکانہ شہادت کے لبادے میں عالم اسلام پر پھیلنے لگے اور حصولِ اقتدار کے لیے مسلمانوں کا خون بہانا حکمرانوں کا عام دستور بن گیا۔ قیصر و کسریٰ اور دیگر سلطنتوں کو تاراج کرکے مالِ غنیمت کی شکل میں جو دولت ان حکمرانوں کو ملی تھی، انہوں نے اس کا بیجا استعمال شروع کر دیا۔ بڑے بڑے محلات تعمیر کرائے اور ان کے بہت سے لوازمات کا انتظام کرکے انہوں نے قیصر و کسریٰ جیسی شاہانہ زندگی گزارنے کی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے اسلامی معاشرے میں دنیا پرستی کا تصور زور پکڑنے لگا، اور للّٰہیت کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

اس دوران اسلامی سلطنت اپنی قدیم سرحدوں سے نکل کر مرکزی ایشیا، شمالی افریقہ اور مغربی یورپ میں فرانس کی سرحد تک اپنا اقتدار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قائم کر چکی تھی۔ جس کی بنا پر مختلف قومیں اپنے فلسفۂ حیات، علمی سرمائے اور اپنے مخصوص مزاج کو لیکر عرب مسلمانوں کے فلسفۂ زندگی کے مد مقابل کھڑی تھیں۔ لیکن نوعیت حکومت میں تبدیلی اور ذرائع ابلاغ عامہ کی کمی کی وجہ سے اسلام کی صحیح اور سادہ تعلیمات عوام تک نہیں پہنچ رہی تھیں، اور ان علاقوں کے خواص تک جو تعلیمات پہنچ رہی تھیں ان پر وہ اپنے شہری ماحول اور مخصوص مزاج کی بنیاد پر عمل کے مقابلے میں علمی اور قانونی بحثوں میں الجھ گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت مختلف فرقوں میں بٹ گئی۔ شیعہ، خوارج، مرجئہ، جبریہ، جہمیہ، معتزلہ اور اہل سنت وغیرہ مختلف مکاتب فکر وجود میں آگئے، جن میں آپسی پرخاش رہا کرتی تھی، اور ہر مکتب فکر اپنے کو برحق ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا، یہاں تک کہ اس کے لیے احادیث تک وضع کی جاتی تھیں۔

اس طرح مسلم سماج کی حالت روز بروز خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس (م ۶۸ھ/۶۸۷ء) اس وقت کے حالات سے رنجیدہ ہوکر ایک شعر پڑھا کرتے تھے، جس کا مفہوم یہ تھا، کہ یہ لوگ تو ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں، جن کا زمانہ میں نے پایا، اور نہ یہ ملک وہ ملک ہے، جسے میں پہچانتا تھا۔ امام حسن بصری (م ۱۱۰ھ/۷۲۸ء) کہتے تھے کہ زمین ان لوگوں کو اپنے اندر چھپا چکی ہے، جو اگر تمہیں دیکھ سکیں، تو بے ساختہ کہہ اٹھیں کہ تم لوگوں کا آخرت پر ایمان نہیں ہے۔

مسلم سماج کے ان ناگفتہ بہ حالات کا اہل تقوی پر بڑا زبردست ردعمل ہوا، کچھ نیکوکاروں نے حکومت کے ساتھ اپنا تعاون ختم کرنا جاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھی، اور عہدۂ قضا کو سنبھالے رہے۔ کچھ نے حکومت کے خلاف بغاوت کردی اور ہمیشہ اس پر تنقید کرتے رہے۔ کچھ اصحابِ تقویٰ نے اپنے کو علمی کاموں میں مصروف کرلیا، اور کچھ خدا ترسوں نے تنہائی اختیار کرکے اپنا پورا وقت یادِ الٰہی و ذکرِ خداوندی میں صرف کرنا شروع کیا۔ انھوں نے اپنے موقف کی تائید کے لئے قرآن شریف کی وہ آیتیں سامنے رکھیں جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ میری عبادت کریں[8] ان نیکوکاروں کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں[9] اور تم اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے یاد کرو[10] یہ وہ لوگ ہیں جنہیں نہ تو تجارت، نہ ہی بیع و شرار اللہ کے ذکر سے غافل کرسکتی ہے[11]۔ اور رسول اللہ کی یہ حدیث کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو، گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہوسکے تو کم از کم یہ یقین ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔[12]

یہی وہ خلوت نشین ہیں جنہیں صوفی کہا جانے لگا، اور ابو ہاشم کوفی (م ۱۵۰ھ/ ۷۶۸ء) کو سب سے پہلے "صوفی" کہا گیا[13] اسی دور کے مشہور صوفیا امام حسن بصری (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء) ابراہیم بن ادھم (م ۱۶۶ھ/ ۷۸۲ء) شقیق بلخی (م ۱۷۴ھ/ ۷۹۰ء) اور سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ/ ۷۷۸ء) تھے۔ ان سب کا تعلق غیر عرب ملکوں سے تھا۔ جہاں شہری ماحول تھا اور لوگ بادشاہت سے متعارف تھے۔

ان صوفیا نے اسی دور میں قرآن و حدیث کو سامنے رکھکر اپنی زندگی کو بنیاد بناکر توکّل، ترکِ دُنیا، اور مختلف صوفیانہ مقامات کی لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے تشریح کی۔ لیکن انھوں نے کوئی تصنیف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یادگار نہیں چھوڑی،

ان صوفیاء کے ترک دنیا، اور توکل وغیرہ کا مطلب دنیا کی آلائشوں کو چھوڑنا تھا نہ کہ راہبانہ زندگی اختیار کرنا، اور یہ لوگ سماج سے الگ نہیں رہتے تھے۔ بلکہ سماج کے غلط لوگوں سے الگ رہتے تھے۔ چنانچہ امام حسن بصری (م ۱۱۰ھ) اپنے دور کے ظالم حکمرانوں سے کسی قسم کا ربط نہیں رکھتے تھے، اور ان کے بارے میں سکوت افضل سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اس زمانے کے امراء کی تلواریں ہماری زبانوں سے آگے بڑھ گئی ہیں۔ جب ہم گفتگو کرتے ہیں، تو وہ ہمیں تلوار دل سے جواب دیتے ہیں۔ لیکن جب وہ مناسب سمجھتے تو اظہار حق سے باز نہ آتے، یزید کے بارے میں ابن ہبیرہ نے پوچھا، تو آپ نے کہا کہ "ابن ہبیرہ! یزید کے بارے میں خدا کا خوف کر اور خدا کے معاملے میں اس کا خوف نہ کیا کر۔ خدا تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے۔ لیکن یزید تجھ کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ ۱۴؎"

اس دور کے صوفیاء پر مسلم معاشرے کے کسی طبقے کی تحریر وال پر تنقید ہی نہیں کی گئی ہیں، بلکہ انہیں کافی عزت کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے۔

آٹھویں صدی کے پانچویں دہے (۱۳۲ھ/۷۵۰ء) میں بنو امیہ کی عظیم سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور لاکھوں انسانوں کی لاشوں پر بنو عباسیہ کی سلطنت قائم ہوئی جس نے ہارون رشید (۱۷۰ھ/۷۸۶ء) کے زمانے تک سیاسی اداروں میں بہت سی تبدیلیاں کیں۔ خلافت جو کہ اس سے پہلے ملوکیت کے بہت سے اثرات قبول کر چکی تھی، اب الوہیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا مقدس لبادہ پہن کر پوری طرح سے ایرانی ملوکیت میں بدل گئی۔ مکہ و مدینہ کو چھوڑ کر عالم اسلام کا سب سے بڑا تہذیبی شہر اور مرکز بغداد بن گیا، دربار خلافت سے عربوں کا اثر ختم ہو گیا۔ خلیفہ نے ابتداء میں ایرانیوں کو اور بعد میں ترکوں کو اتنی اہمیت دی کہ خود اس کا اقتدار خطرے میں پڑ گیا۔

اس دور میں عباسی حکومت کے مستحکم ہونے کی وجہ سے بغداد میں دولت کی ریل پیل ہو گئی اور بیت المال ہیرے جواہرات سے بھر گیا لیکن یہ بیت المال اب بادشاہ کی پوری ملکیت بن چکا تھا۔ اور اس دور کے خلفاء اس کا استعمال اتنی بے دردی سے کرنے لگے، کہ شاید قیصر و کسریٰ نے بھی اس طرح اپنے خزانے کو بے دریغ نہ لٹایا ہو۔ چنانچہ مامون (م ۱۹۸ھ / ۸۱۳ء) نے جب بوران سے شادی کی تو پہلی شب میں بطور مہر ایک ہزار یاقوت دیے اور عنبر کی شمعیں روشن کرائیں ہر شمع میں سو سو من عنبر جلایا گیا اور اس کے لئے ایسا فرش بچھوایا گیا جس کی چٹائیاں سونے کے تاروں سے بنی ہوئی تھیں۔ اُن میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ کہاں حضرت عمرؓ کی یہ سادگی کہ کپڑوں پر پیوند لگے ہیں، ریت کا فرش بچھونا ہے، پتھر تکیہ کا کام دے رہے ہیں اور کہاں یہ عجمی فضول خرچیاں۔

ہارون رشید نے بلا تفریق تمام علوم و فنون کی سرپرستی کی۔ مامون (م ۱۹۸ھ / ۸۱۳ء) نے اپنے دورِ حکومت میں فلسفہ کو اتنی اہمیت دی کہ پوری سلطنت میں عقلیت و دہریت کا دور دورہ ہو گیا، اور ایک شاعر کے الفاظ میں "اگر مسلمانوں میں اشعری اور غزالی نہ پیدا ہوتے

© rasailojaraid.com

ممکن تھا کہ عرب قوم کے کسی فرد گلیلو اور نیوٹن ہوتے[11] فلسفہ کی بے انتہا مقبولیت نے اسلام کے ما بعد الطبیعاتی مسائل پر بہت سے اعتراضات وارد کیے، جن کے جوابات ابوالحسن اشعری، ابو منصور ماتریدی، امام غزالی اور ابن رشد وغیرہ نے تسلی بخش دیے[12] لیکن خالص عقل کے پیدا کردہ ان سوالات کے جوابات میں ان ائمہ کو اسلامی الٰہیات کی ایسی تشریح کرنی پڑی، جو بہت سے مسلمانوں کے نزدیک ناقابل قبول تھیں۔

اسی دور میں فقہ کی تدوین ہوئی اور بہت سے فقہی مذاہب سامنے آئے۔ لیکن اجماع امت نے چار ائمہ ــــ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی فقہ کو مستند بنا کر باقی کو مردود قرار دیا، اور دوسری صدی میں اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اب نئے مسائل کا حل انہی چاروں مذاہب میں مذکورہ مسائل کی روشنی میں ڈھونڈھا جائے۔ یہ تمام مذاہب عمومی مسائل میں ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ اس کے ساتھ ایک تماشہ یہ بھی ہوا کہ فقہی کتابوں میں کتاب الحیل نام کے ابواب شامل کیے گئے جس کا مطلب یہ تھا کہ فقہی مسائل میں کتنے فریبوں کے ذریعہ ناجائز کاموں کے کرنے کا جواز تلاش کیا جائے۔

یہی وہ زمانہ ہے، جس میں ماہرین حدیث نے بڑی محنت اور کمال تحقیق سے صحیح احادیث کے مجموعے تیار کیے۔ جن میں سے مشہور مجموعے صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ وغیرہ ہیں۔ جن کی بنیاد پر امت میں وسیع پیمانے پر ایک مکتب فکر پیدا ہوا، جس کا کہنا تھا کہ جو احکام قرآن مجید و کتب

© rasailojaraid.com

حدیث میں ہیں ہم انہیں من وعن تسلیم کریں گے اور اس سلسلے میں باقی تمام آراء مردود ہوں گے

اس دور میں شیعہ، خوارج اور معتزلہ میں بھی بہت سے فرقے پیدا ہوگئے۔ جن کی صلاحیتیں باہمی مناقشوں میں صرف ہوتی رہیں مثلاً علمی و نظریاتی دنیا کی ان ہنگامہ آرائیوں نے اسلام کی سادگی کو ایسی پیچیدگی میں بدل دیا کہ عوام ذہنی افراتفری کا شکار رہنے لگے، اور اسلام فرقہ بندیوں کا افسانہ بن گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرکزی ایشیاء اور شمالی افریقہ کی وہ قومیں جو بدھ مذہب یا اپنے قبائلی عقائد کی پیروکار تھیں، وہ مسلمانوں کے رائج کردہ اداروں کے اثر سے مشرف با سلام ہو رہی تھیں۔ وہ اگر ایک طرف یہ نہیں سمجھ پا رہی تھیں۔ کہ مسلمانوں کے کس فرقے میں شامل ہوں۔ تو دوسری جانب ابلاغ عامہ کی قلت کی وجہ سے اسلام کی سادہ تعلیمات ان تک نہیں پہنچ پا رہی تھیں۔ جس کی وجہ سے قبولیت اسلام کے بعد یا تو وہ اپنے قدیم روحانی فلسفے پر قائم رہتیں یا ان میں معمولی ترمیم کرلیتیں، اور اسلام کے ظاہری ارکان پر عمل کرنا ہی ان کے نزدیک عین اسلام تھا، یہ تو ہوئی عوام کی حالت —— جہاں تک مسلموں کے خواص کا تعلق ہے، جو کہ قرآن و حدیث کا مطالعہ بلاواسطہ خود کر سکتے تھے۔ ان پر مسلمانوں کی ان فرقہ بندیوں کا یہ اثر ہوا کہ قرآن وحدیث پر انہوں نے بلا کسی قید کا لحاظ کیے اور متعینہ اصولوں کی رعایت کرتے ہوئے غور و فکر کرنا شروع کر دیا، اور قرآن و حدیث کو "کلی حیثیت" سے نہ دیکھتے ہوئے اس کی بعض آیات یا احادیث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے ایسے معانی نکالے، جو عربوں کے فکر و خیال میں بھی نہ آئے تھے
اور بالکل غیر شرعی تھے۔ جیسے کہ مندرجہ ذیل آیتوں وا حادیث سے حلول
کے نظریے کی تصدیق کی گئی۔ خدا کا فرمان ہے کہ ہم اس انسان سے
اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں [19] اور یہ آیت کہ جو لوگ
ایمان لائے، وہ سب سے زیادہ خدا سے محبت کرنے والے ہیں [20]
اور رسول خدا کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو بندہ اپنی
طاعتوں سے میری قربت تلاش کرتا رہتا ہے، تو میں اس سے محبت
کرنے لگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے
وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا
ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا
ہوں جس سے وہ چلتا ہے [21] جس حدیث کا ترجمہ علامہ اقبال نے اپنے
ایک شعر میں اس طرح کیا ہے۔ ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ غالب و کارآفریں، کارکشا، کارساز [22]

اس طرح اس دور میں مسلم معاشرہ ذہنی افراتفری اور
فکری تشتت کا شکار ہو کر بہت زیادہ ناگفتہ بہ ہو چکا تھا، جسے
دیکھ کر عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) ایک شعر پڑھا کرتے تھے، جس
کا مطلب یہ ہے کہ حق اجنبی ہو گیا، یہاں تک کہ اس کا نشان تک نہیں
رہا کہ کوئی اس تک پہنچ سکے اور کس سے اس کی امید کی جا سکتی ہے [23]

مسلم معاشرے کے یہ وہ ابتر حالات تھے، جن میں صوفیاء کے
ایک طبقے نے ترک دنیا، اور توکل کے فلسفے پر عمل کرتے ہوئے
میدان روحانیت میں نئے نئے تجربے کیے اور کئی کرامات کا مشاہدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا۔ جس کی بنیاد پر انہوں نے عشق الٰہی کا نظریہ پیش کیا۔ اور کئی غیر اسلامی عناصر کو تصوف میں شامل کیا۔ جیسے سماع، رقص و وجد۔ لیکن ان میں مناسب ترمیم کرکے ان کو شریعت کے مطابق بنانے کی کوشش کی اور قرآن و حدیث کی روح سے معمولی انحراف کو غلط قرار دیا اسی طبقے کے مشہور صوفیاء ___ حضرت جنید بغدادیؒ (م ۲۹۷ھ/۹۱۰ء) ذوالنون مصری (م ۲۴۵ھ/۸۶۰ء) بایزید بسطامیؒ (م ۲۶۱ھ) اور حضرت شبلی (م ۳۳۴ھ) ہیں چنانچہ حضرت جنید بغدادی کا مشہور قول ہے کہ "ہمارا تصوف قرآن و حدیث کے ساتھ مقید ہے"[24] دوسری جگہ کہتے ہیں، "مخلوق پر معرفت کے تمام دروازے بند ہیں الا یہ کہ آنحضرتؐ کے نقش قدم کی پیروی اختیار کی جائے"[25] حضرت جنید بغدادیؒ نے مزامیر و آلات کے ساتھ غالباً کبھی سماع نہیں سنا تھا۔ ان کا سماع خوش الحانی کے ساتھ شعر خوانی ہی تک محدود تھا، اور آخر عمر میں اس کو بھی ترک کر دیا تھا[26] ذوالنون مصری فرماتے تھے کہ "اللہ کو دوست رکھنے والے کی علامتیں یہ ہیں، کہ وہ اخلاق اعمال اور اوامر و سنن میں اللہ کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرتا ہو"[27] بایزید بسطامی کہا کرتے تھے کہ "اگر تم کسی کو دیکھو کہ اسے کرامات دی گئی ہیں، یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑتا ہو، پھر بھی تم اس سے دھوکہ مت کھانا، یہاں تک کہ تم یہ دیکھ لو کہ وہ اوامر و نواہی ہیں، حدود اللہ کی حفاظت اور شریعت کی پابندی میں کیسا ہے؟"[28]

(جاری)

© rasailojaraid.com